Lesson 2: At-Tawbah (Ayaat 16- 28): Day 8 سُوۡرَۃُ التَّوۡبَة کی تفسیر

اَب آگے آج کے سبق کا آخری موضوع ہے۔ مسلمانوں کے دماغوں سے غلط فہمی نکالی جارہی ہے۔ غزوۂ حنین کا موقع ہے۔

سورت کا ایک موضوع پورا ہو گیا ہے۔ یہ آیات رمضان آٹھ ہجری تک نازل ہوئی تھیں۔

اَب اگلی آیات کا تعلق سورت کی پہلی چھ آیات سے ہے۔ وہاں غزوۂ بدر کی فتح کی خوبیاں تھیں یہاں حنین کے جھٹکے ہیں۔

لَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ فِیۡ مَوَاطِنَ کَثِیۡرَۃٍ ۙ وَّ یَوۡمَ حُنَیۡنٍ ۙ اِذۡ اَعۡجَبَتۡکُمۡ کَثۡرَتُکُمۡ فَلَمۡ تُغۡنِ عَنۡکُمۡ شَیۡـًٔا وَّ ضَاقَتۡ عَلَیۡکُمُ الۡاَرۡضُ بِمَا رَحُبَتۡ ثُمَّ وَلَّیۡتُمۡ مُّدۡبِرِیۡنَ ﴿۲۵﴾

اللہ اس سے پہلے بہت سے مواقع پر تمہاری مدد کر چکا ہے ابھی غزوہ حنین کے روز (اُس کی دستگیری کی شان تم دیکھ چکے ہو) اس روز تمہیں اپنی کثرت تعداد کا غرور تھا مگر وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین اپنی وسعت کے باوجود تم پر تنگ ہو گئی اور تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے ﴿۲۵﴾

بدر سے لے کر حنین تک۔ کئی مواقع پر اللہ کی مدد آئی۔ کبھی انسان اس بات پر خوش ہونے لگتا ہے کہ ہم اب کثرت میں ہیں۔ اب تو ہم بہت مضبوط ہیں۔ وہ سب کام نہیں آتا۔

ثُمَّ اَنۡزَلَ اللّٰہُ سَکِیۡنَتَہٗ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ وَ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ اَنۡزَلَ جُنُوۡدًا لَّمۡ تَرَوۡہَا ۚ وَ عَذَّبَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا ؕ وَ ذٰلِکَ جَزَآءُ الۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۲۶﴾

پھر اللہ نے اپنی سکینت اپنے رسول پر اور مومنین پر نازل فرمائی اور وہ لشکر اتارے جو تم کو نظر نہ آتے تھے اور منکرین حق کو سزا دی کہ یہی بدلہ ہے اُن لوگوں کے لیے جو حق کا انکار کریں ﴿۲۶﴾

ثُمَّ يَتُوبُ اللّٰهُ مِنۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۷﴾

پھر (تم یہ بھی دیکھ چکے ہو کہ) اس طرح سزا دینے کے بعد اللہ جس کو چاہتا ہے توبہ کی توفیق بھی بخش دیتا ہے، اللہ درگزر کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے ﴿۲۷﴾

یہ آیات 9 ہجری کی ہیں اور یہاں غزوۂ حنین کا ذِکر کیا جارہا ہے۔

۸ ہجری میں فتح مکہ کے بعد ماہِ شوال میں جنگ حنین ہوئی تھی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ سے فارغ ہوئے اور ابتدائی امور سب انجام دے چکے اور عموماً مکی حضرات مسلمان ہو چکے اور انہیں آپ آزاد بھی کر چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ قبیلہ ہوازن جمع ہوا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے پر آمادہ ہے۔ ان کا سردار مالک بن عوف نضری ہے۔

ثقیف کا سارا قبیلہ ان کے ساتھ ہے اسی طرح بنو جشم، بنو سعد بن بکر بھی ہیں اور بنو ہلال کے بھی کچھ لوگ ہیں اور کچھ لوگ بنو عمرو بن عامر کے اور عون بن عامر کے بھی ہیں یہ سب لوگ مع اپنی عورتوں اور بچوں اور گھریلو مال کے میدان میں نکل کھڑے ہوئے ہیں، یہاں تک کہ اپنی بکریوں اور اونٹوں کو بھی انہوں نے ساتھ رکھا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس لشکر کو لے کر جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مہاجرین اور انصار وغیرہ کا تھا ان کے مقابلے کے لیے چلے۔ تقریباً دو ہزار نو مسلم مکی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو لیے۔ مکہ اور طائف کے درمیان کی وادی میں دونوں لشکر مل گئے اس جگہ کا نام حنین تھا۔

(دیکھیں تھوڑے دنوں میں دو ہزار لوگ مسلمان ہو گئے۔ جب فتح ہوتی ہے تو زیادہ لوگ ساتھ مل جاتے ہیں۔ دوسرا یہ تربیت یافتہ گروپ نہیں تھا)۔

صبح سویرے منہ اندھیرے قبیلہ ہوازن جو کمین گاہ میں چھپے ہوئے تھے انہوں نے بے خبری میں مسلمانوں پر اچانک حملہ کر دیا بے پناہ تیر اندازی کرتے ہوئے آگے بڑھے اور تلواریں چلانی شروع کر دیں۔ یہاں تک کہ مسلمانوں میں دفعتاً ابتری پھیل گی اور یہ منہ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف بڑھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت سفید خچر پر سوار تھے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانور کی دائیں جانب سے نکیل تھامے ہوئے تھے اور سیدنا ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ بائیں طرف سے نکیل پکڑے ہوئے تھے جانور کی تیزی کو یہ لوگ روک رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم با آواز بلند اپنے آپ کو پہنچوا رہے تھے مسلمانوں کو واپسی کا حکم فرما رہے تھے اور ندا کرتے جاتے تھے کہ اللہ کے بندو! کہاں چلے میری طرف آؤ میں اللہ تعالیٰ کا سچا رسول ہوں میں نبی ہوں جھوٹا نہیں ہوں، میں اولادِ عبد المطلب میں سے ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس وقت صرف اسی یا سو کے قریب صحابہ رضی اللہ عنہم رہ گئے تھے۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا عباس رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہ، سیدنا ابو سفیان بن حارث رضی اللہ عنہ، سیدنا ایمن بن ام ایمن رضی اللہ عنہ، سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ وغیرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی تھے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو جو بہت بلند آواز والے تھے حکم دیا کہ درخت کے نیچے بیعت کرنے والے میرے صحابیوں کو آواز دو کہ وہ نہ بھاگیں۔ پس آپ نے یہ کہہ کر اے ببول کے درخت تلے بیعت کرنے والو! اے سورۃ البقرہ کے حاملو! پس یہ آواز ان کے کانوں

میں پہنچنی تھی کہ انہوں نے ہر طرف سے «لبیک لبیک» کہنا شروع کیا اور آواز کی جانب لپک پڑے اور اسی وقت لوٹ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آس پاس آکر کھڑے ہوگئے یہاں تک کہ اگر کسی کا اونٹ اڑ گیا تو اس نے اپنی زرہ پہن لی اونٹ پر سے کود گیا اور پیدل سرکار نبوت میں حاضر ہو گیا۔

جب کچھ جماعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد جمع ہو گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے دعا مانگنی شروع کی کہ باری تعالیٰ جو وعدہ تیرا میرے ساتھ ہے اسے پورا فرما۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین سے مٹی کی ایک مٹھی بھر لی اور اسے کافروں کی طرف پھینکا جس سے ان کی آنکھیں اور ان کا منہ بھر گیا وہ لڑائی کے قابل نہ رہے۔ ادھر مسلمانوں نے ان پر دھاوا بول دیا ان کے قدم اکھڑ گئے بھاگ نکلے۔

مسلمانوں نے ان کا پیچھا کیا۔ اور مسلمانوں کی باقی فوج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی اتنی دیر میں تو انہوں نے ان کفار کو قید کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ڈھیر کر دیا۔

مسند احمد میں ہے سیدنا عبدالرّحمٰن فہری رضی اللہ عنہ جن کا نام یزید بن اسید ہے یا یزید بن انیس ہے اور کرز بھی کہا گیا ہے فرماتے ہیں کہ ”میں اس معرکے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا دن سخت گرمی والا تھا دوپہر کو ہم درختوں کے سائے تلے ٹھہر گئے۔ سورج ڈھلنے کے بعد میں نے اپنے ہتھیار لگا لئے اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے میں پہنچا سلام کے بعد میں نے کہا: ”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم! ہوائیں ٹھنڈی ہو گئی ہیں۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہاں ٹھیک ہے“ (آواز دی)، بلال رضی اللہ عنہ! اس وقت بلال رضی اللہ عنہ ایک

درخت کے سائے میں تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنتے ہی پرندے کی طرح گویا اڑ کر «لبیک وسعدیک وانا فداوک» کہتے ہوئے حاضر ہوئے۔

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”: میں بھی اس لشکر میں تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف اسیّ (80) مہاجر و انصار رہ گئے تھے ہم نے پیٹھ نہیں دکھائی تھی ہم پر اللہ تعالیٰ نے اطمینان و سکون نازل فرما دیا تھا۔

اُحد کی طرح پھر اللہ کی مدد آ گئی اور مسلمان جیت گئے۔

کبھی اپنی ذات پر بھروسہ نہ کریں۔ اپنی کوشش کریں اور بھروسہ اللہ کی ذات پر کریں۔

آج مسلمانوں پر اللہ کی مدد کیوں نہیں آتی؟

یہ بات یاد رکھیں کہ مدد اسلام پر آتی ہے، جتنا زیادہ ہم اسلام پر کاربند ہونگے تو پھر ہی اللہ کی مدد آئے گی جب لوگوں کو بھروسہ دوسروں پر ہو گا وہ شرک کرینگے تو پھر اللہ کی مدد کیسے آئے گی؟

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِنَّمَا ٱلۡمُشۡرِكُونَ نَجَسٞ فَلَا يَقۡرَبُواْ ٱلۡمَسۡجِدَ ٱلۡحَرَامَ بَعۡدَ عَامِهِمۡ هَٰذَاۚ وَإِنۡ خِفۡتُمۡ عَيۡلَةٗ فَسَوۡفَ يُغۡنِيكُمُ ٱللَّهُ مِن فَضۡلِهِۦٓ إِن شَآءَۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌ حَكِيمٞ ﴿٢٨﴾

اے ایمان لانے والو، مشرکین ناپاک ہیں لہٰذا اس سال کے بعد یہ مسجد حرام کے قریب نہ پھٹکنے پائیں اور اگر تمہیں تنگ دستی کا خوف ہے تو بعید نہیں کہ اللہ چاہے تو تمہیں اپنے فضل سے غنی کر دے، اللہ علیم و حکیم ہے ﴿٢٨﴾

مشرکین کو حدود حرم سے نکال دو؛ اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین اپنے پاک دین والے پاکیزہ اور طہارت والے مسلمان بندوں کو حکم فرماتا ہے کہ دین کی رو سے نجس مشرکوں کو بیت اللہ کے پاس نہ آنے دیں۔

یہ آیت سنہ 9ہجری میں نازل ہوئی اسی سال نبی کریم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجااور حکم دیا کہ مجمع حج میں اعلان کر دو کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کو نہ آئے اور کوئی شخص ننگا بیت اللہ کا طواف نہ کرے۔اس شرعی حکم کو اللہ تعالیٰ قادر و قیوم نے یوں ہی پورا کیا کہ نہ وہاں مشرکوں کو داخلہ نصیب ہوا تو نہ کسی نے اس کے بعد عریانی کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے گھر کا طواف کیا۔ (مسند احمد:3/392:صحیح)

آیات کا تعلق سورت کی شروع کی آیات سے ہے۔اب حتمی طور پر اعلان ہو گیا۔ کہ چار مہینے کی مہلت مل گئی تھی۔اَب وہ مہلت ختم ہو گئی۔

اب لوگوں نے سوچنا شروع کر دیا کہ اگر مشرکین حج کے لئے نہ آئے تو پھر کاروبار کیسے چلیں گے۔ حاجی کم آئینگے تو مال و دولت کم ملے گا۔

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ غنی وحمید فرماتا ہے کہ ”تم اس بات سے نہ ڈرو اللہ تعالیٰ تمہیں اور بہت سی صورتوں سے دلا دے گا تمہیں اہل کتاب سے جزیہ دلائے گا اور تمہیں غنی کر دے گا۔ تمہاری مصلحتوں کو تم سے زیادہ تمہارا رب جانتا ہے اس کا حکم اس کی ممانعت کسی نہ کسی حکمت سے ہی ہوتی ہے، یہ تجارت اتنے فائدے کی نہیں جتنا فائدہ وہ تمہیں جزیئے سے دے گا“،

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! فقر و محتاجی وہ چیز نہیں ہے جس سے میں تمہارے متعلق ڈرتا ہوں بلکہ میں تو اس سے ڈرتا ہوں کہ دنیا تم پر بھی اسی طرح کشادہ کر دی جائے گی، جس طرح ان لوگوں پر کر دی گئی تھی جو تم سے پہلے تھے اور تم بھی اس کے لیے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی اسی طرح کوشش کروگے جس طرح وہ کرتے تھے اور تمہیں بھی اسی طرح غافل کر دے گی جس طرح ان کو غافل کیا تھا۔

مشرکین کس طرح نجس ہیں؟

ایک تو اندرونی طور پر نجس اور ناپاک ہیں وہ اس لئے کہ وہ شرک کرتے ہیں لا الہ الا اللہ دل کو پاک صاف کر دیتا ہے۔

دوسری بیرونی نجاست۔ طہارت اور غسل کا اہتمام نہیں کرتے۔ سوچیں بھی ناپاک ہیں۔

خلیفتہ المسلمین سیدنا عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ علیہ نے فرمان جاری کر دیا تھا کہ یہود و نصرانی کو مسلمانوں کی مسجدوں میں نہ آنے دو۔ اس منع کرنے میں آپ اس آیت کی ماتحتی میں تھے۔ عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "حرم سارا اس حکم میں مثل مسجد الحرام کے ہے"۔ یہ آیت مشرکوں کی نجاست پر بھی دلیل ہے۔ صحیح حدیث میں ہے مومن نجس نہیں ہوتا۔ (صحیح بخاری:283)

اللہ کے نبیؐ نے ایک مشرک کو مسجد میں ہی باندھا تھا۔

آج کے دَور میں اس بات پر انحصار ہو گا کہ مشرکین مسجد میں کیوں آتے ہیں؟

عَيۡلَةً: تنگ دستی۔ اسی سے لفظ عیال ہے۔ یعنی وہ لوگ جن کے اخراجات کی ذمّہ داری انسان پر ہوتی ہے۔ غریبی کے درجات؛

1. فقر، ناداری، تنگ دستی
2. مسکنت۔ بمشکل گزارہ
3. عَيۡلَةً۔ یعنی گھریلو اخراجات میں تنگی۔
4. املاک۔ ملک

مزید تین ہیں۔

آج کے سبق سے فکر لگ گئی ہے۔ کہ ہم کہاں ہیں۔۔ اپنی ذات پر گھمنڈ نہ کرو۔

اپنے آپ کو کچھ خاص نہ سمجھو۔ فتح اور شکست اللہ کی طرف سے ہیں۔

جس کو اللہ کے کام کرنے کا موقع مل گیا وہ اللہ کی رحمتوں میں ہیں۔ آپ بہتر ہیں کہ اللہ نے آپ کو دین کے لئے چُن لیا۔

شیطان کے دھوکے میں نہ آئیں کہ آپ سے کچھ نہیں ہونا۔ آپ اپنی پوری کوشش کریں۔ اللہ آپ کو مواقع عطا کرے گا۔ نیت نیک رکھیں تو درجات بلند ہونگے۔

آپ کوشش کرینگے تو قیامت کے دِن اللہ کو رو کر دکھا دیں کہ یا اللہ میں نے تو پوری کوشش کی تھی۔ میں کمزور تھی، اسی قابل تھی لیکن میرے جیسے بھی اعمال اور کوششیں ہیں قبول فرمالیں۔

یعنی ہم سے حق تو اَدا نہیں ہوتا۔ لیکن فیصلے لینے پڑتے ہیں۔ اللہ کو کچھ کر کے دکھائیں۔ اپنا خلوص صرف باتوں سے ہی نہیں بلکہ اعمال سے اپنی محبت کا اظہار بھی کریں۔

اپنے پاس کچھ نہ کچھ نیکی کا عمل ضرور رکھیں۔ خالص عمل جمع کریں۔ مشکل حالات میں بھی نیکیاں کریں۔ اپنے کچھ خاص نیکی والے کام کریں۔ جو صرف آپ کو اور صرف اللہ کو معلوم ہوں۔ مثال کسی دن کچھ نیکی کرنے کو دل نہیں کرتا تو ضرور کریں۔ پھر قیامت کے دن جب اللہ کو آپ پر غصّہ آئے گا تو وہ نیکی پیش کر دیں۔ کہ یا اللہ تجھے راضی کرنے کی کوشش کی تھی۔

ایک ترازو بنائیں۔ ایک پلڑے میں میں آٹھ رشتے رکھیں پھر دوسری طرف دین۔ اپنا محاسبہ کریں۔

یا اللہ ہمیں اپنے حق میں بہترین فیصلے کرنے والا بنا دے۔ آمین۔